

THE
OUDH PUNCH LUCKNOW
Volume
1925
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS DICTATOR UNTO OTHERS (ARISTOTLES)

جلد ۱۰ مضامین غیر نمبر ۱۲

چہار شنبہ ۲۵ مارچ ۱۹۲۵ء

مشورہ طلب شادی

سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر
ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے

شباب کیا آیا قیامت آئی۔ آفت نے گردن دبائی۔ بلا نازل ہوئی۔ نہ ہوش ٹھکانے نہ حواس بجا۔ ہر وقت شادی کی دھن ہے۔ بیاہ کی فکر ہے۔ گلی کوچے میں جہاں کسی کو گذرتے دیکھا اور رال ٹپک پڑی آپے سے باہر ہوگئے۔ دل دھڑکنے لگا۔ گویا سینہ پر موگریاں پڑنے لگیں۔ پیشانی پر پسینہ آگیا۔ للچائی ہوئی نظروں سے مڑ مڑ کر جانے والے کی طرف تا حد نظر دیکھا کیے۔ ایک گئی دوسری آئی اور چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد تیسری آئی اور چلی گئی اسی طرح سارا دن گذرا رات آئی حسب معمول اس شغل سے دن بھر کا تھکا ماندہ کچھ کھا پی کر ایسا پلنگ پر پڑا کہ چشم زدن میں روزن چشم بند ہوگئے شگافت دہن کھل گیا آپ جانیے پی کے خواب میں چھچھورے نظر آتے ہی ہیں۔ دماغ پر شباب نے پریوں کا دربا کھول دیا ہے کا ہے کا جان پر سزاول ہوگیا۔ ما شاء اللہ کس کس کلمیت کی مولی ہیں بڑے بڑے رسیا چھیلوں کے منھ میں پانی بھر آیا۔ وضو ساقط ہوگئے سرگوشیاں ہونے لگیں۔ کوئی کسی کی شکل و صورت کی تعریف کرتا کوئی قد و قامت کی توصیف کرتا۔ کوئی لب و لہجہ پر جان نثاری کو آمادہ ہوتا کوئی نادرہ مہ پر مٹنے کے لیے تیار نظر آتا۔ ابھی ہر کس خیال خورشید جبیں والہ میں مصروف ہی تھا کہ ایک شعلہ رو رشک حور۔ بجلی بن دکھائی۔ آنچل ڈھلکاتی چٹیا درست کرتی دوپٹہ سنبھالتی۔ مسکرائی۔ خرمن دل پر بجلیاں گرائی۔ چنانچہ آگے بڑھی سازندوں نے سر ہلایا۔ طبلہ پر تھاپ پڑی اُس نے دست حنائی کو حرکت دی یہاں دل بول اُٹھا بجلی چمکی تھی پانی پانی گردن کا زور اٹھا اور رگ جاں پھڑکی آنکھوں کی گردش نے نگاہوں میں دن رات ایک کر دیے سینے کا اُبھار دیکھتے ہی دل میں عشق کا پھوڑا اُبھرا۔ بھاؤ بتانے میں کلائی مڑی اور درد کلیجہ دل سے پیچا کے خون نکالنے لگی۔ آمد کر لچکی ادھر یاروں کی چپک گئی۔ وہاں پاؤں کے گھونگھرو نے شور کیا یہاں مرغ دل کی ٹانگ میں کبابوں کا ڈورا اٹکا۔ وہاں کولا اُچھالا یہاں شباب کا مینڈک پھدک کا لاحول ولا قوۃ آنکھ کھل گئی اٹھے اور مرغ سحر خیز کو صلواتیں سناتے اُٹھے کمبخت نے ساری جمی جمائی سبھا بھربھنڈ کر دی۔

سقراط کا قول ہے کہ جب میں مجرد تھا تو دنیا گوری تھی اب بیاہا ہوں تو دنیا بہری ہو گئی لاکھ لاکھ شادی کی برائیاں بیان کرتا ہوں مگر کوئی نہیں سنتا جسے دیکھتا ہوں خواہ مخواہ اپنی عافیت تلخ کرنے پر آمادہ ہے۔ لہٰذا بندہ ناشنوائی کا الزام اپنے سر لینا نہیں چاہتا اور جو ندوالوں سے مشورہ طلب کرتا ہے۔

آجکل شادی یا بیگم صاحب سے ہوتی ہے یا میم صاحب سے۔ بیگم صاحب سے شادی کرنے میں اور مچھلی کے شکار میں کوئی فرق نہیں خدا جانے کیچوا پھنسا کہ مچھلی رقعہ بازی حسب و نسب کی جستجو کے بعد آہستہ باللہ کی ٹھہر گئی۔ اب خدا جانے بیگم صاحب کالی ہیں بھوری ہیں گوری ہیں ٹھنگنی ہیں لمبی ہیں موٹی ہیں دُبلی ہیں حسین ہیں یا آنکھ ناک بھونچا دیسی ہیں۔ سلیقہ شعار ہیں یا پھوہڑ۔ خانہ دار ہیں یا غارت انداز۔ پڑھی ہیں یا ان پڑھ۔ ترش مزاج سرکہ جبیں ہیں یا ہنس مکھ خلیق ملنسار ہنس مکھ ہیں یا شوخ طبع۔ دل خوش کرنے یا کھسیان پن مٹانے کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ مچھلی پھنسی ہو پھر میاں ان باتوں کی چھان بین کون کرتا ہے۔ بی بی کا جوہر عصمت ہے۔ مگر نامرافقت کی حالت میں جب جوتی اُچھلتی ہے تو عصمت یاد نہیں رہتی عصمت فروش کا دوبارہ گرم کرنے کو جی چاہتا ہو۔ خدا بھلا کرے جہیز سلامی رسم و رواج کا اس نے اسلام کی پرانی آزادی پر بھی پانی پھیر دیا اگر قبل از نکاح دیکھا بھالی کی شرط لگائی تو بیٹی والے رضامند نہیں ہوتے گویا گناہ عظیم کیا۔ صاحب اُن سے کہو کسی رنڈی کا گھر دیکھیں شریفوں کے گھر کا یہ قرینہ نہیں ہے" بیٹی والے تو درکنار اپنے ہی اعزا ایسا کہو بناتے ہیں استغفر طعون و ذلیل کرتے ہیں کہ انسان اپنی زندگی سے بیزار ہو کر مرنے پر تیار ہو جاتا ہے تو وجہ کیا؟ "آخر اپنے خاندان میں بھی تو لڑکیاں ہیں" "اچھا برخود پسندی بدیگراں ہم مپسند" لہٰذا بندہ بے دیکھے بھالے اپنی گردن پھنسانا نہیں چاہتا۔ فرض کیجیے ایک آدھ دفعہ دیکھ بھی لیا صورت بھلی معلوم ہوئی تو سیرت کے پسندیدہ ہونے کا حال کیونکر کھل سکتا ہے۔ پڑھنے لکھنے کا ذکر نہیں جاہل ہیں تو ہوا کریں آجکل کے تعلیم یافتہ نوجوان اکثر اسکی پرواہ نہیں کرتے۔ حق شوہری کے ساتھ فرض اُستادی بھی ادا کر لیتے ہیں لیکن مزاج کی افتاد کا علاج نہ کسی شفاخانہ میں ہو سکتا ہے نہ کسی مدرسہ میں۔

آجکل کے حکما کہتے ہیں زن و شو کی موافقت، برقی قوت کی مساوات و معادلت پر موقوف ہے جو کہ انسان میں موجود ہے مگر انھوں نے ابھی کوئی آلہ اس مہتمم بالشان قوت کو کھینچ تان کے بڑھانے گھٹانے کا ابتک ایجاد نہیں کیا۔ ولایت میں سیکڑوں مقدمہ طلاق کے روزانہ دائر ہوتے ہیں۔ جو آج یہ آلہ ایجاد ہو چکا ہوتا تو ادھر بی صاحب ذری گرما کے تُن مُن کرتیں اور اُدھر بیٹری کھوپڑی پر لگا کے مزاج ٹھیک کر دیا جاتا۔ یا شوہر صاحب گنڈ سے تو سے آنکھیں نکالتے تو فوراً کل گھما دی جاتی ساری اینٹھن دور ہو جاتی گلے کا سا بل نکل جاتا۔ بہرحال بندہ کسی قدر پست ہمت اور کم اعتقاد ہے۔ بزرگوں کے انتخاب یا تقدیر کے رحم پر اپنے نفس کو چھوڑ نہیں سکتا۔

اب لیجیے دوسری قسم یعنی بیگم صاحب خواندہ ہیں اور کسی مہذب قوم کی تعلیم یافتہ میم صاحبہ کی دیکھا دیکھی تعلیم پا چکی ہیں تو واللہ پوری علامہ ہوں گی اور ابھی غضب ڈھائیں گی۔ شادی سے قبل [illegible]

کرنا ضروری ہوگا۔ وہ اسوقت بھی کھول کر ٹٹولینگی اچھی طرح دیکھیں بھالیں گی خوب جانچ پڑتال کریں گی اور کیوں نہ کریں۔ انسان مٹکے کی ہانڈی مول لیتا ہے تو اسے پہلے ٹھونک بجاکر دیکھ لیتا ہے نہ کہ یہ تو زندگی بھر کا سودا ہے۔ خیر ! ہم تندرست ہوے اور انکے پسند آئے وہ ہمارے یہاں یا ہم انکے وہاں بیاہ گئے تو سب سے پہلا ہمیں انکے پروگرام دریافت کرنے کی ضرورت ہوگی۔ ۱۰ بجے ملاقات کا وقت مقرر ہے۔ لہذا دست بستہ غلاموں کی طرح خاموش گردن جھکائے۔ بیوی صاحبہ اے توبہ میم صاحب کے کمرے میں داخل ہوے۔ نظر پڑتے ہی دور سے سلام کیا۔ پہلے انھوں نے نہایت نزاکت سے گردن اُٹھائی تعجب آمیز مگر تجسسانہ نظر سے جیسے کوئی کسی اجنبی کو دیکھتا ہے۔ گھور کر دیکھا اور جواب میں آنکھیں بند کرکے ایک بار ذرا گردن کو نیچے کی جانب جھکا دیا۔ چلیے الحمد للہ خیر صلاح سلام قبول ہوگیا۔ اب ہم چاہے بیٹھیں یا جائیں انکو ہم سے کچھ واسطہ نہیں وہ اپنی سنہری عینک کو بار بار ناک درست کرنے یا کسی انگریزی ناول کو قریب کی میز سے اُٹھاکر مطالعہ کرنے میں مصروف ہو جائینگی۔

اگر کبھی سوئے نصیب جاگے اور انکے پاس دیر تک ٹھہرنے کا موقع مل گیا تو کسی اور بات کی تو خیر سب سے بڑی بات یہی ہے کہ بات چیت کی جرأت نہو گی ایٹیکیٹ کے مارے رکھاؤ سے جان پر بنے گی۔ کپڑوں پر داغ دھبا تو نہیں ہے مونچھوں کی دُم بے قاعدہ تو نہیں ہے گالوں پر کھونٹیاں تو نمایاں نہیں ہیں۔ سر کے بال اُلجھے ہوے تو نہیں ہیں۔ بوٹ کا رخسارہ میم صاحب کے عذار تابناک سے زیادہ چمکدار ہے یا نہیں۔ ڈرتے ڈرتے ایک آدھ حرف زبان سے نکالو بھی تو دھڑکے ہیں جان ہے کہ کہیں بے محاورہ نہ ہو۔ کہیں تہذیب کے خلاف نہو۔ گویا میم صاحب نہیں کوئی کٹ کھنا مولوی سامنے بیٹھا شاگرد کا امتحان لے رہا ہے۔ گوشمالی بھی اُٹھا بیٹھی کی سزا بھی تجویز ہے۔

غرض یہ سب باتیں برداشت کے قابل ہیں کسی نہ کسی طرح سہتے ہی چلینگی نبہ جائیگی خوب۔ لکھا تھا مگر یارو بھلا کن آنکھوں سے یہ منظر دیکھا جائے گا کہ مکان آراستہ ہے خانساماں، بیرا، آیا، ماما موجود ہے مکان کا کرایہ بندہ ادا کرتا ہے نوکروں کی تنخواہیں بندہ کے سر ہیں پھر بھی بندہ کسی شمار کسی قطار میں نہیں ہے میم صاحب کے ملنے والے کرسیوں پر ڈٹے تضییع اوقات کر رہے ہیں کمترین شوہر مگر ٹکر ٹکر دیکھتا ہے فیشن ایبل نوجوان سج سجا کے آتے ہیں گپیں اڑاتے ہیں ناچ کھیلتے ہیں دل لگیاں کرتے ہیں۔ کمترین شوہر نفی عنصر کی مجال نہیں جو ہوں سے توں کرے۔ آزاد خیالی کی شریعت میں بدگمانی سے بڑھ کے کوئی جرم نہیں وہ پیانو بجا بجا کے دوسروں کے دل لبھائیں۔ ڈیر بیبی ڈیر کو نفلیں بجانا چاہیے کہ کیا صاحب کمال جورو پائی ہے۔ وہ احباب کے ساتھ ناچیں تھرکیں تو میاں کو لازم ہے کہ حلوں اُمہار کے "ہیپ ہیپ ہرّے" کی صدا لگائیں خوش سلیقگی کے باعث اگر بے محنت ہر سال ایک مولود پالنا پڑے تو واہ وا۔

آپ ہی فرمائیے بھلا مجھ غریب ہندوستانی سے یہ بچارے سنبھلینگے۔ توبہ ! توبہ ! ہرگز نہیں اگر ولایت کی سیر کر چکا ہوتا تو تنگی دل کی شکایت نہوتی یہ کرشمے دیکھتے دیکھتے عادت پڑ جاتی۔

باعتبار مزاج و اطوار عورتوں کی ہزاروں قسمیں ہیں اور علیٰ ہذا القیاس مرد بھی بقول بوا ظہورن کے بھانت بھانت کے ہوتے ہیں۔ میرا مزاج اور طرح کا ہے۔ میں چاہتا ہوں بی بی دل دوست ہو۔ خوش دل ہو۔ خوش سلیقہ ہو۔ مطیع ہو خوبصورت ہو۔ زیادہ بچہ نہ جنے۔ مرکھنی نہو۔ تند مزاج نہو۔ پھوہڑ نہو پڑھی لکھی ہو مگر جہالت کی باتیں کرے۔ حاوی ہو مگر حکومت نہ جتائے۔ نکتہ چینی پر برا نہ مانے۔ غلطیوں کی تعریف کرے۔ کیا کیجیے اپنا اپنا مزاج ہے۔ تلاش کرتا ہوں ملنے کی امید نہیں مگر شباب علیہ العذاب تنگ طلبی پر آمادہ ہے۔ ان متضاد حالتوں میں پھنسا ہوں اور آپ سے مشورہ طلب کرتا ہوں مخلصی کی صورت بتائیے آخر آپ لوگ تو تجربہ کار ہیں۔ آپ نے بھی جوانی کا منھ کبھی دیکھا تھا آپ پر بھی کروٹیں بدلنے کی مصیبت کبھی نازل ہوئی تھی۔

دیکھیے سقراط کہہ چکا ہے کہ جب میں شادی کر چکا تو دنیا بہری ہوگئی۔ مجھپر یہ الزام وارد نہیں ہے میرے کان بفضل خدا بارہ کوس سے چیونٹی کی آواز سن لینے پر قادر ہیں۔ میاں سقراط نے شادی کے بعد اس وجہ سے وعظ گستری اختیار کی تھی کہ جورو بدصورت بدزبان ملی تھی میرا خیال ہے کہ اگر کوئی صورت شکل ناک نقشے سے درست سلیقہ ور گھر بسی ملتی تو ایسا وعظ نہ کہتے پھرتے۔ کیا یہ غلط ہے ؟

راقم

ا۔ ح منظر

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

(دفعہ ۵۔ قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۱۱۲ سنہ ۱۹۲۵ء

بعدالت منصفی فتح آباد ضلع آگرہ۔

لالہ ہیرا لال پسر لالہ منشی لال قوم [illegible] بنجر فروش ساکن قصبہ فتح آباد ضلع آگرہ ۔۔۔۔۔۔ مدعی

بنام

۱۔ عبد الحکیم خاں ولد احمد خاں [illegible] ۲۔ [illegible] ولد احمد خاں قوم پٹھان ساکن [illegible] آگرہ ۔۔۔۔۔۔ مدعا علیہ

ہرگاہ کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۳ ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۵ء بوقت دس بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوی کی کرو۔ اور چونکہ وہی تاریخ جو تمہارے اظہار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو حاضر کرو جن کی شہادت پر نیز تمام دستاویزات جن پر تم تکیہ کرنا چاہتے ہو [illegible] کرنا چاہتے ہو اسی [illegible] پیش کرو۔ تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۶ ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۵ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

تحفۂ درویش

بمبئی کے مشہور و معروف اخبار بمبئی سماچار گجراتی میں کوئی سروش صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

شیعہ کانفرنس میں جو لائق افراد بغرض شرکت اجلاس تشریف فرما ہوئے نہ میں ان سے مل سکا اور نہ ان کا کلام سن سکا لیکن اسکا سارا الزام ان تیم ملاؤں کے سر ہے جنھوں نے کانفرنس کی راہ میں ایسے روڑے اٹکائے کہ شیعوں کا یہ مفید ادارہ ڈوبتے ڈوبتے بچ گیا لیکن سروش بھی اپنے نام کا سروش ہے جو انھوں نے دیا ہے وہ ان کو واپس لے گا البتہ مع سود - اور فیس لینا ہوگا۔

آپ جانتے ہیں یہ کیسے ملا ہیں۔ ان کی تعریف میں کے لیے کہتا ہے:-

ہاتھ میں تسبیح رکھیے خلق نادانا سکے
پیچ سب سے پیچ سر پر عمامہ باندھ کے
جال وہ پھیلایئے ہر اہل نہ جس میں پھنسے
دام پیدا کیجیے ہو جس سے مفلس بنے
بیٹھیے مسجد میں بن کر پارسا و پاک دامن

اگر مسجد میں جگہ نہ ملے تو کسی مسافر خانہ میں بیٹھ جایئے حاجیوں اور زائروں کو ٹکٹ دلایئے۔ خدمت کی خدمت ہے اور جو کمیشن ٹکٹوں کا ملے اسے میراث پدر سمجھ کر ڈکار جایئے۔

کے یاد مرشد چاؤ تحفت جاؤ کربلا جاؤ خراسان جاؤ اور تمام مقامات متبرکہ سے اجازت لاؤ، مولویت کی سند لاؤ لیکن جہاں تک تم حرام حلال کے جھگڑے

نہ مچاؤ گے جہاں تک خریبوں کو گولیاں نہ دو گے جہاں تک نیک کاموں میں رخنہ انداز نہ ہوگے جہاں تک مسلمانوں کے خلاف کفر کے فتوے نہ شائع کروگے۔ جہاں تک تمھارے سروں میں انانیت کی ہوا نہ بھرے گی۔ جب تک نیک تحریک کرنے والوں کی آنکھوں میں خاک نہ جھونکو گے۔ جب تک ملاقات کو آنے والوں کے ساتھ متکبرانہ سلوک نہ کروگے۔

جب تک دو چار دس پانچ دعوت نامے دعوتیوں کے منھ پر نہ مارو گے۔ جب تک فریاد یا محمد اکی صدائیں بلند کرکے دین ڈوبا اور مذہب غرق ہوا کی چیخیں نہ مارو گے۔ جب تک وعدہ خلافی اور عہد شکنی نہ کروگے۔ جبتک اشتہار بازیاں کرکے سادہ لوحوں کو بہکاؤ گے نہیں اسوقت تک کبھی تم سندی مولوی اور ٹکسالی ملا نہیں بن سکتے۔

اودھ پنچ کے ناظرین دعا کریں کہ مجھے اتنی فرصت مل جائے کہ ملا لقر جلالپوری کی سوانح عمری جو زیر تصنیف ہے اسے پورا کروں۔

راقم

نیاز مند قدیم

آوازِ حمام بجواب حجام

خفا نہوں تو ہماری بھی اک گزارش ہے
جناب شیخ رطل نوش مست خانہ بدوش
جناب نے کبھی خمیہ بھی اپنا دیکھا ہے
ہوئے بھی ہیں کبھی سرکار کے ٹھکانے ہوش
اسے بھی لوگ ترقی کہیں گے فطرت کی
گدھے کی جون میں آئے اگر کوئی خرگوش
خدا کی شان ہے حالانکہ گرمیاں ہیں دو دو
مگر خمیر ہے گندا تو اٹھ رہا ہے جوش
یقین ہے کہ زمانے میں زلزلہ آجائے
جو مرقش ہو ذرا بھی سر ہیں صور خروش
دماغ چونکہ ازل سے ملا عفونت بیز
خدا نے فکر بھی دی چھانٹ کر تعفن کوش
یہی ہے فرق اسی پر حضور نازاں تھے
کہ ایک گھونٹ میں بھڑے کے ہوگئے مدہوش
حضور ہی کی تو ایجاد ہے شتر غمزہ
جناب ہی کو تو کہتے ہیں لوگ غمزہ فروش
ہوا گر تے ہی سرکار تو گرو بیٹھے
ابھی سنی ہی نہیں آپ نے صدائے خروش
کوئی اندھیرے اجالے اگر نکل کر آ اٹھا
تو بھاگ جائیں گے سرکار چھوڑ کر پاپوش
ہوا ہے کشف حقیقت یہ اسقدر صد مہ
نہ ہوگا آپ سا واللہ کوئی یا وہ ہوش

سمن بنابر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۵۰ ۱۹۲۵ء

بعدالت خفیف فتح آباد ضلع آگرہ۔

ہمردی شنکر ولد کلیا ناس قوم چوبے ساکن ڈونڈر پرگنہ فتح آباد ضلع آگرہ مدعی

بنام

چتمبر ولد سوچارام قوم برہمن گواڑ پوروب ساکن ڈونڈر پرگنہ فتح آباد ضلع آگرہ مدعا علیہ

ہرگاہ کہ مدعی نے تمھارے نام ایک نالش بابت روپیہ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم تاریخ تیسری ماہ اپریل ۱۹۲۵ء وقت دس بجے دن کے صالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے بخوبی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوے کی کرو۔ اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے انفصال کے لیے مقرر ہوئی ہے انفصال قطعی مقدمہ تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر تم کو اعتماد ہے ان پر تم کو بھروسہ ہے حاضر کرو۔ اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت مہرے دستخط او مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۲ ماہ مارچ ۱۹۲۵ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

دیوان چرکین

بہ تقسیم سالانہ کے بھیج ایجاد بائدار دیوان مجلد قیمتی ایک روپیہ اور لکھنؤ کے مشہور ... ظرافت جان صاحب کا

دیوان جان صاحب مجلد قیمتی ایک روپیہ اور کلیات جان صاحب مجلد قیمتی ... [illegible]

... [illegible]

ملنے کا پتہ

منیجر عظمت بک ڈپو لکھنؤ

کوک شاستر مفت

... [illegible]

منیجر عظمت بک ڈپو لکھنؤ

معاف کیجیے اتنا تو ہم بھی سمجھتے ہیں
یہی جنوں کا سبب ہے یہی ہے سارا جوش
شراب خانہ کا نیلام ہو گیا شاید
بغل میں سنبچہ ہے غم کے ٹھیکرے بردوش
چلا ہے شیخ سے ابھی اور کام لینا ہے
پڑی ہے سر پہ تو اب انتقام لینا ہے
کشاپ

لپاڈگی

فریق اول - قوانین مذہبی -
فریق دوم - قوانین سیاسی -

جن کے پاس کوئی مفصل مذہبی قانون موجود نہیں ہے وہ جملہ امور کے دینی معاملات کے لئے قوانین بنانے پر مجبور ہیں۔ یورپ میں یہ جنگ صدہا سال سے جاری ہے مذہب کی آڑ میں پادریوں نے اس قسم کے دار اقتضا تیار کیے تھے کہ ان کا نام سن کے بڑے بڑے بہادروں کا پیشاب خطا ہو جاتا تھا۔ ایک معمولی ریشائیل پادری کے اختیارات اتنے وسیع تھے جتنا کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کا ضابطۂ استنادو (سرٹیفکیشن) یوں سمجھ لیجیے کہ ہر ایک پادری اپنے وقت کا لارڈ ریڈنگ تھا مگر ان اختیارات پر کوئی الہامی مہر نہیں لگی تھی آخر یورپ کے مشہور مقامات میں لپاڈگی شروع ہوئی رفتہ رفتہ خدائی فوجدار بے اصول پادریوں نے شکست کھائی اور ساری اکڑفوں جس راہ آئی تھی اسی راہ چل بسی۔ اب بھی کسی قدر اثر روم اور فرانس کے پادریوں میں جہاں رومن کیتھولک مذہب کا پتہ بھاری ہے کبھی کبھی نمایاں ہو جاتا ہے چنانچہ فرانسیسی پارلیمنٹ میں ۱۰ مارچ کو ایک معرکہ فرانس کے وزیر اعظم اور مسٹر کوکس ڈی فرونیس میں ہو گیا۔ مارکوئس صاحب مذہب کے طرفدار تھے موسیو ہیریٹ وزیر اعظم ملک و سیاست کے طرفدار تھے

زیر بحث مسئلہ یہ تھا کہ پوپ کے دار الخلافہ سے سفارت قطع کی جائے۔ وزیر اعظم کی زبان سے کہیں نکل گیا کہ وہ زمانہ اور تھا وہ وقت اور تھا جب خالص کیتھولک مذہب مروج تھا اب مذہب اور ہماچتی ایک ہے مارکوئیس صاحب اتنا سنتے ہی جھلا گئے فرمایا کہ وزیر صاحب نے خوب ور پردہ تمام مسیحیوں کی توہین کی ہے۔ بات بڑھی اور اتنی بڑھی کہ لپاڈگی کی نوبت آگئی مارکوئیس کو نکل جانے کا حکم ملا وہ نکلتے تو نہ تھے ہاں مگر کیا کریں جب پڑی مار سکے

وزیر صاحب نے کہا کہ جناب ہم مذہب کی حمایت اسیوقت تک کر سکتے ہیں جبتک کہ وہ مذہبی دائرہ سے قدم باہر نہ نکالے۔ پادری کھلم کھلا ملکی قوانین کی خلاف ورزی کا وعظ کر رہے ہیں یہ بات برداشت کے قابل نہیں وزیر صاحب ہو، ووٹ سے جیت گئے

ایشیائی ممالک میں بھی یورپ کی ہوا چل رہی ہے ایشیائی گروہوں میں سے بعض گروہ مفصل قوانین مذہبی کا ایک مجموعہ رکھتے ہیں جس میں معاملات (زراعت و تجارت وغیرہ) کے ہر ایک جزو سے بحث کی گئی ہے اور ہر بحث کے واسطے ایک جداگانہ باب فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔ کچھ لوگ ہر زمانے میں پیدا ہوتے رہتے ہیں جو بغیر کسی سند کے محض ظاہری ٹیم ٹام عبا قبا جبہ تنبیح اخلاص وضع سے کھنکارنا تکلف تصنع کے بھروسے پر ایک قسم کی خود سرانہ حکومت حاصل کر لیتے ہیں۔ اجتہادات کے لیے پیچ ہر وقت بوتل کی ہوا کھاتے رہتے ہیں معمولی سی بات مثلاً کپڑا دھو کے پاک کر لینا اتنی دشوار ہے کہ دنیا کی کوئی سائنس اہمیت میں اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی آج جناب آقائے میرزا قل قلستانی مالک خوانہ وسیلہ النجاست کی تحقیق شائع ہوئی ہے۔ کل جناب علامہ زنبیلستانی کا اجتہادی فتوے نازل ہوتا ہے۔ صدقات کی رقم سے خوردہ و بہشتی کا سامان فراہم کیا جاتا ہے۔ لہذا ایشیا میں جو تقلید یورپ اس قسم کا ہنگامہ برپا ہے وہ یورپ سے زیادہ دشوار و سخت ہے۔

مثلاً ایران کو لیجیے وہاں بھی دو فریق ہو گئے ہیں ایک ملکی و سیاسی ہے دوسرا مذہبی دونوں مذہبی گروہ کے قافلہ سالاروں کی خدا و خدا مزاجی کا خاکہ آئندہ نمبر میں پیش کیا جائے گا)

اہل سیاست دیکھ رہے ہیں کہ بغیر جمہوریت و آئین بڑے رئیسوں کی دشت و گرد سے ایرانیوں کی جان مال آبرو غیر محفوظ ہے۔ مجبوراً و مضطراً کچھ قوانین بنانے پڑ گئے جو اہل یورپ کی لکش سے محفوظ رکھ سکیں۔ پالس تجارت و حرفت کے آخر میں ابتک ہزاروں قیامتیں برپا کر چکی ہے۔ جب تک شخصی حکومت کا زور تھا اسوقت تک کسی شرعی حکم کا نفاذ تھا نہ کسی دوسرے آئین کا۔ چنانچہ سیاحت نامہ ابراہیم بیگ میں قرون کے ایک عالم کا قصہ دیکھنے کے قابل ہے:-

زود چہارم و دیدم از ہر طرف مردم بہ چپ و راست
می دوند و از ہر سو صدا بلند است کہ
دنیا با جہاد است !"

عشق کے مبتلا

(بڑے کام کے معلوم ہوں تمہیں کو اپنا کرنے کی خواہش ہو یہ بہت

پیدا کرنے یا کسی کے دل پر فرماں حکم کرنے پر جو اپنا نقیب کر مغرورت معشوق دل شفا معشوق کو بھی اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا کر اپنی محبت میں دیوانہ اور فریفتہ کرنے اور خود اپنا عاشق بنا کے خواہشمند حضرت اگر چاہتے ہیں تو سبلغ کچھ زر ابدیہ بھیجئے پر تمام محبوب اگر معلوم ہو سکے ورنہ کچھ مت اور نہیں مگر تعویذ محبوب حقیقی بذریعہ صرف میں قیمت ہزار تا مرد مانی مرادوں کو پہنچ چکے ہیں۔ طلب فرما کر کلام حق کا معجزہ دیکھیے۔ تعویذ کی ذرہ برابر یہ ہے۔ دوسرے پہنچے پہر تک ہر مو ہاں کی دھونی دیجیے پھر کچھ نہ کیجیے نہ گھبرائیے نہ کوشش کیجیے۔ خود ہی بیقرار ہو کر انشاء اللہ آپکا حاضر غلام بن جائے گا اور خوشی سے ہر کام کرنے کے لیے آمادہ ہو جاوے گا۔ اس تعویذ کا پاس رکھنے والا اگر کسی وقت دن میں یا شب میں بذریعہ خواب کے کسی بزرگ کی حسین نورانی شکل دیکھیے تو خائف نہ ہونا چاہیے۔ بلا قید مذہب ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ایک تعویذ ایک ہی محبوب کے کام آتا ہے۔ بوقت طلبی اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے

منگانے کا پتہ

پیر جی مشہور عامل لکھنؤ

تازہ بتازہ

ممتاز بیگم - سیمی ...
ممتاز بیگم کے حالات
رتن بائی - حیرت
سے انتقام ...
دلچسپ رومانی
دولاب کی گرفتاری
مرزا ساہی کو پھانسی
خوفناک ڈکیتی
کی جالاکیاں ...
قیمت ...
قتل بیرم - ...
میں آکر جال ...
بلی کا رو رہے
کے مثنی زبان
مینا بازار ...
حادہ اور آخری
فتنہ ایک چلبلے
ماہیوں کی شرارت
سراج الکلام
شاعر و رزم
تبصرہ بر کلام
ہرام کی رسوائی
ہرام کی گرفت
پنلی جھتری
اختری بیگم
فطرت کی قاتل
زندہ لاش
لندن کی جاسوس
معرکہ سرما
ولایتی حور
عزیزہ مند
منیجر خیرل ...



روانگی

مٹھو: "آنا دو - آنا دو - مٹھو - پیارا پیارا مٹھو - آنا دو"

انڈیا: "کیوں بڑے میاں! خانہ تمہارا طوطا یہی سبق ولایت میں دہرائے گا؟"

لارڈ ریڈنگ: "کچھ نئی بولیاں بھی سیکھے گا"

با خود گفتم دیگر این بادی تازہ چیست و جہاد کیست؟ پس از تحقیق حال گفتند کہ آقا میر صالح یا شیخ صالح دست شمشیر در دست دگفتن برخاستہ کردہ حکم جہاد دادہ است و نزدیک بہ دو ہزار نفر از مردم شہر دور او جمع شدہ اند شنیدم یکے از مامورین حکومت چہ کردہ بود کہ بطبع آقا ناگوار آمدہ با این حال حکم دادہ بود کہ او را گرفتہ کشان کشان بہ منزلش ببرند و آنقدر زدہ بودند کہ از خود در گذشتہ۔"

اس قسم کے فتنے آقایان مذہب کی طرف سے روزمرہ بلند ہوتے تھے اور حکومت کی مجال نہ تھی کہ زبان ہلائے۔

یورپین حریف دور سے تماشا دیکھتے اور ایسے ہی ملاؤں کو رشوتیں دے کے بڑے بڑے کام نکالتے تھے۔ تا حال ان ملاؤں کا زور فنا نہیں ہوا ہے بھلا بتائیے جہاں ہر صاحب جبہ و عمامہ قیود آئین سے آزاد ہو جو جی میں آئے وہ کر بیٹھے وہاں اپنی حفاظت کا سامان کیونکر ممکن ہے۔ کیا اختیار ہے آئینی کے بہانہ اور اپنی حفاظت کے حیلے سے فوجیں نہ رکھیں گے؟ ۔ کوئی بیرونی شخص اگر کسی ایرانی کو قتل کر ڈالے تو انصاف اس وجہ سے ناممکن ہوگا کہ بیرونی سفارت بے آئینی کا طعنہ دے گی۔ اور اگر کوئی بیرونی سفید چہرے والا قتل ہو گیا تو خون بہا حصہ ملک دیے بغیر ادا نہ ہو سکے گا۔ غرض شرع کے بنام کنندہ اپنی طرف سینہ زوری دکھاتے تھے اور امرا اپنی جانب آج کیا ہے؟ ایک صاحب منہ بسورتے ناک پونچھتے چلے آتے ہیں ارے بھئی کیا ہوا ہے "چہ گفتم سرکار شہزادہ مرا زدو ہیچ بپرید"

"کیوں؟" "یہ کورنش فراموش کردہ بودم"

کل کیا ہے؟ ایک آقا کان پر ہاتھ رکھے۔ نار قطار رو رہا ہے۔ کیوں؟ "شہزادہ خانم بہ کالسکہ نشستہ بود من ہم ماہم رفتم آئین است کہ رو بہ دیوار ایستادہ ام"

گرم دوری کردہ ہینکہ ارادہ نمودم کالسکہ گاشی بر سر رسید فراشان چند سنگ بر او زدند و گوشم بریدند"

اس قسم کے ملا اور امیر دونوں کی ادال اسی وقت تک چل سکتی ہے جب تک جمہوریت نہ ہو۔

ایرانی سپہ دار اعظم جمہوریت کی طرف مائل ہیں۔ آپ نے اخباروں کا فقروں میں دیکھا ہوگا کہ عنقریب جمہوریت کا اعلان ہونے والا ہے اور یہ بھی کہ جو ملا جمہوریت کی مخالفت کریں گے وہ اسی طرح ملک سے نکال باہر کیے جائیں گے جس طرح فرانسیسی بادشاہ کیس صاحب جمیر کی عمارت سے۔ مگر ہمیں اندیشہ ہے کہ علمائی و سیاسی لپاڈگی کا سلسلہ ذری طول کھینچے گا فرانس مدتوں سے آزادی کی ہوا میں ٹرنٹر پیل رہا ہے۔ ایران کی بیڑیاں ابھی اچھی طرح نہیں کٹی ہیں۔ البتہ ایک پاؤں کی بیڑی دربار شاہی ذرا ڈھیلی پڑی ہے۔ ملا اس فکر میں ہیں کہ شاہ قاچار آ جائے تو علم فساد و پرچم عناد کے پھریرے اڑائیں۔ پھر لپاڈگی ذری مزیدار ہو ایسی حالت میں غریب سپہ دار اعظم کے عاقلانہ تدابیر کا خدا ہی حافظ ہے۔

بو جرانہ اس وقت سپہ دار اعظم کو مبارکباد دے رہے ہیں انھیں دعا کرنا چاہیے کہ انجام بخیر ہو اور اس گھر لیو لپاڈگی میں اغیار دخل نہ دیں۔ ایک نجومی سے کسی نے پوچھا تمھاری سالگرہ کا ستارہ آج کل کس برج میں ہے غریب بے گھرے خانماں آوارہ نجومی نے جواب دیا "یار روئے زمین پر تو کوئی گھر میسر نہیں تم آسمان کی پوچھتے ہو" لہذا اپنے غریب ایران کو زمین پر گھر بنا لینے دو پھر پوچھنا کہ آسمان جمہوریت پر آپ کا طالع کس برج میں ہے۔

واقف

خاکسار ادیار

اطلاع

خاکسار اڈیٹر کا مزاج ابھی تک باغی ہے مگر آئندہ ہفتہ تک صحت کی امید ہے۔ فقط

بازار ہم گئے تھے ایک چوٹ مول لائے

ایک صاحب نے اپنے دوست کے ہاتھ ایک غلام فروخت کیا چلتے وقت کہتے گئے کہ بھائی صاحب اس غلام میں کوئی عیب نہیں ہے صرف چغلخوری کی عادت ہے۔ چند روز غلام اپنے فرائض محنت و انہماک کے ساتھ ادا کرتا رہا ایک دن بیگم صاحب کو تنہا پایا اور کہنے لگا حضور سنا آپ نے میاں کا دل اب آپ کی طرف سے اُچاٹ ہو گیا ہے دوسرا محل کرنے والے ہیں بیگم صاحب بیچاری یہ منحوس خبر سنتے ہی پریشان ہو گئیں مگر وفادار غلام نے کہا آپ گھبرائیے نہیں یہ غلام ایک جادو جانتا ہے اسے لیجیے یہ اُسترا۔ رات جب میاں آرام کر جائیں تو سر کے دو چار بال مونڈ کے مجھے دے دیجیے بس میں اُن پر منتر پڑھ کے آپ کو دے دوں گا انشاءاللہ ہمیشہ اُن کی چوٹی آپ کے پاؤں تلے دبی رہے گی کیا مجال جو پھر آپ کی طرف سے کبھی آنکھیں پھیریں۔ باقی پھر ادھر بیچ کی پر لونا رکھ ادھیے بھگو بھگو کے لگائیے۔ ادھر اُسترا بیگم صاحب کے حوالے کیا اُدھر میاں سے کہا خداوند آج میں نے نئی بات دیکھی ہے۔ جب آپ گھر میں نہیں تھے تو کوئی صاحب تشریف لائے بیگم صاحب سے دیر تک باتیں ہوئیں بس میں نے اتنی بات بیگم صاحب کے منہ سے سنی کہ آج رات سمجھ لوں گی میاں جاتے کہاں ہیں۔ تو حضور ذری ہوشیار رہیے گا۔ یہ روح فرسا خبر سنتے ہی میاں کی سٹی بھول گئی پلنگ پر جو لیٹے تو نیند اُڑ گئی آنکھ بند کیے سوتے بنے پڑے تھے کہ بیگم نے اُسترا نکالا۔ میاں سمجھے کہ اب موت آئی اُسترے کے آئینہ میں جلوۂ مرگ نظر آیا جھپکی دے کے اُسترا چھینا اُسی اُسترے سے بیگم صاحب کی ناک اُڑا دی۔ بات بڑھی بیگم کے قبیلے اور میاں کے قبیلے میں میدان داری ہوئی طرفین کے آدمی کام آئے۔ غلام الگ کھڑا تماشا دیکھتا رہا نہ میاں رہے نہ بی بی رہیں ایک فقرے میں آزادی کا پروانہ حاصل۔ مگر آپ جانتے

اپسوں کی ستی دراز ہوتی ہے غلام آجتک وہ نہ ہے صرف کایا پلٹ گئی ہے بلکہ نسل بھی بکرکا فرق ت بدل گیا عرب کی سرزمین چھوڑی ولایت کی بستی اختیار کی شدہ شدہ مانٹیگو اور چیمسفورڈ وغیرہم کے ہاتھ لگا ان لوگوں نے اصلاحی اسکیم کی صورت میں اہل ہند کے حوالہ کیا قیمت بھر پوری اور یہ بھی نہیں بتایا کہ اس غلام میں کیا کیا عیوب ہیں۔ آپ جانیے میاں ہندوستان تو آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پورے ہیں انھوں نے فوراً بقول بی فلورن کے اشد آمین کرکے اسکی قیمت دی۔ اب غازی وناکامی کا دور دورا ہے آدھا تیتر آدھا بٹیر آدھے میں اب گھر (فوجی مصارفت) آدھے میں سب گھر۔ ایک کو ساتھی دوسرے کو بدالی۔ بکی ہوئی چیز واپس نہیں ہوسکتی جب اسکے عیوب کی شکایت کی جاتی ہے تو جواب ملتا ہے یارو اس غلام میں کوئی عیب نہیں تم ناحق ناک بھوں چڑھاتے ہو ذرا اسے آزما کے دیکھو یہ عجب نایاب شے ہے ایسی متاع گرانمایہ تم نے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ اور ہاں سنو تو بھئی ہم نے غلام بیچا تھا زیور تو اتنا ہاتھ سے ہمارے حوالہ کرو۔ بعض افسروں کی تنخواہیں اور پنشنیں اس غلام کے قبضہ میں نہ دینی چاہئیں ہمارا ہی غلام اور ہم اسکے رحم پر اپنے تئیں چھوڑ دیں یہ کیونکر ممکن ہے۔

جسوقت خریداری کا معاملہ طے ہو رہا تھا اسی وقت ہم نے کہا تھا کہ یارو یہ چوٹ مول نہ لو یہ نقصان ہے اسکی خریداری جان کا وبال ہوگی مگر ندیدے توم فروشوں نے ایک نہ سنی۔ وہی مثل ہے بھیک مانگنے چلے مشعلچی ساتھ تھا تم خود غلام ہو غلام کو غلام کی ضرورت نہیں۔ حکومت کی اگلی روش اس بیہودہ عمل سے کہیں اچھی تھی۔ مطلق العنان حاکم آتے تھے اگر سخی ہوئے تو کچھ خیرات دے گئے۔ اگر بخیل ہوئے تو پیٹ لگا کے جو کچھ پسند آیا لے بھاگے۔

بالفعل دو صورتیں نظر آتی ہیں یا تو اس غلام کے کارن ناک کان جان پر بن جائے گی یا پھر یہ غلام ہی بوریا بدھنا سمیٹ کے جدھر سینگ سمائے چلتا ہوا پھرا کرے گا۔

وزیر ہند صاحب آج مجلس آئین ساز ہند یا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ سے پنشنوں اور تنخواہوں کے اختیارات سلب کرنا چاہتے ہیں۔ یہ مسودہ تکمیلی پارلیمنٹ میں پیش ہونے کے بعد یقیناً پاس ہوجائے گا۔ پھر ایک کمیٹی ولایت میں بنے گی جو رفتہ رفتہ دوسرے حقوق پر دانت لگائیگی۔ یہ اصلاحات نہیں ہیں کرایہ کا جہیز ہے۔

"کرن پھول مانگے کے ہیں"

"منگا خانی دکھاوے کے لیے پڑوس سے مانگ کے دے دیا تھا"

"یہ چاندی کا پلنگ مہاجن سے جاکر لایا تھا"

"کامدار چوبی پیجامہ پرایا ہے"

ابھی یہ اصلاحات نہیں ہیں۔ سخت کوفت ہے ناحق کی چوٹ مول لینے سے کیا فائدہ۔ فیاضی کا تو یہ حال ہے کہ کچھ نہ دیجئے پر واپس لینا چاہتے ہیں۔ اور احسان جتانے کی یہ حالت کہ زندگی دوبھر کردی ہے۔ ہم وہ ہیں جنھوں نے عالم کو خاک سے پاک کیا۔

راقم
خاکسار ادبار الملک
پنچ

نوٹ:-

بیع مشروط اگرچہ قانوناً وشرعاً دونوں طرح ناجائز ہے یعنی یہ کسی چیز کے بیچ ڈالنے کے بعد وہ شے خریدار کی ہے اور مالک اول اسکے استعمال میں دخل دینے کا حق نہیں رکھتا۔ مگر لارڈ ریڈنگ انگلستان کے لارڈ چیف جسٹس تھے۔ اور لارڈ برکن ہیڈ سالسٹر جنرل رہ چکے ہیں دونوں ہیں قانونی کیا عجب ہے کہ بیع ناجائز بھی نہوتے پائے اور اس فروخت شدہ مال پر جسے اہل ہند نے جنگ یورپ میں جان مال فدا کرنے کے عوض حاصل کیا ہے شرطیں عائد کرنے کا حق بھی حاصل کرلیں۔

پنچ

جنگ زرگری

ایک سنار نے کسی گاہک کا مال ہی چپکے سے ٹھگ لیا کہ جب وہ مانگنے آیا تو سنار صاحب خنجر لے کے سناری پر پل پڑے وہ پہلے سے سکھائی پڑھائی تھی گاہک کی گٹھڑی میں بندھا تھا کترا اٹھا لیگیا۔ اب حضرت بھر گئے محلے والے دوڑے ہر ایک سمجھتا ہے کہ کہیں بیچاری کی جان لیتا ہے"

سنار "ابھی میں اسکی جان نہ لوں تو کیا کروں تھوڑی دیر میں یہ حضرت جن کا مال گیا ہے قاضی کے یہاں پہنچے۔ وہ معلوم نہیں قید کرے یا کوئی اور سزا دے۔ اتنی پونجی نہیں کہ ڈنڈ تاوان بھروں بس اب اسکی اور اپنی جان ایک کرنا ہی صلاح ہے۔" روتے جاتے ہیں اور خنجر تیز کرتے جاتے ہیں آخر وہ پرکل گئے غریب گاہک نے مال سے ہاتھ اٹھایا۔

جن لوگوں نے جنگ زرگری نہیں دیکھی وہ ہمارے لندنی دوستوں کے کارنامے دیکھ لیں۔ ادھر ہندوستان کے ساتھ کوئی ناشائستہ حرکت ہوئی ادھر ہمدردان لندن میں دو فریق ہوگئے ایک ہندوستانیوں کی طرفداری کرتا ہے۔

"ارے خدا سے ڈرو یہی برطانیہ کے اخلاق ہیں؟ جن پر فخر کرتے ہو۔ کیوں اسکی شہرت مٹاتے ہو۔ ہم سے برطانیہ کی جبین صداقت پر یہ سیاہ دھبا نہیں دیکھا جاتا لاؤ خنجر ہم خودکشی کرلیں"

دوسرا فوراً "ہاں ہاں صبر کیجیے چھری گلے دم لیجیے۔" کہتا اٹھتا ہے اور ایک کے ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔

"اے حضرت ہوش میں آیئے۔ کوئی گناہ نہیں ہوا کوئی غلطی نہیں ہوئی سب خیر و عافیت ہے۔ آپ اخباری کاغذوں میں مفسدوں کے مضامین دیکھ دیکھ کے گھبرا گئے ہیں۔ اے لیجیے یہ فلانے لارڈ صاحب کی تحقیقات کا دستخطی کاغذ چھپا ہے اس سے زیادہ معتبر گواہی اور کیا ہوگی سچ پوچھیے تو کوئی قتل عام ہوا نہ کسی کا روپیہ میلا ہوا۔ خواہ مخواہ کے بانہ صفوتیں اصل یہ ہے کہ فلاں باغ میں کچھ خونی آنکھوں سے مسلح باغی جمع ہو رہے تھے۔ گالیوں کے چھرے منھ کی سنگینیں گن میں بھرے

[illegible] مطبع [illegible]